83

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

غلام احمد قادیانی — الہام

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان — ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ..... شش ماہی ..... سہ ماہی ..... بیرون ہند .....

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۸ — مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۲۴ء — یوم پنجشنبہ — مطابق ۱۹ محرم ۱۳۴۳ھ — جلد ۱۲

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا بے تار کا برقی پیغام

ایس ایس پلسنا جہاز سے براستہ اسکندریہ

بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب قادیان بٹالہ براہ بمبئی

یہ تار ۱۳ اگست کو ۹ بج کر ۴۰ منٹ پر چلا اور ۱۸ اگست ۱۹۲۴ء کو بمبئی سے بذریعہ ڈاک قادیان پہنچا۔

"(۱) خلیفہ تقی الدین (ابن ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب) کو اطلاع دیدیں کہ اُن کو انگلستان (اپنی میڈیکل تعلیم کی تکمیل کے لئے) آنے کی اجازت ہے۔ (۲) امیر کابل کو کتاب تحفہ کابل بذریعہ ڈاک روانہ کردی جائے (۳) میر صاحبان (میر ناصر نواب صاحب، میر محمد اسمٰعیل صاحب، میر محمد اسحٰق صاحب) کو (میر محمد اسحٰق صاحب کے ہاں) لڑکا پیدا ہونے کی مبارک ہو۔ خدا تعالیٰ لڑکے کو بابرکت کرے۔ بچے کا نام محمد داؤد رکھا جائے (۴) (خان محمد امین صاحب) کے لڑکے کا نام محمد لطیف اور (۵) چودہری (علی محمد) کے لڑکے کا نام برہان محمد رکھا جائے (۶) اور خطوط تو پہنچ گئے ہیں مگر اس آخری ڈاک میں میرے گھر والوں کا کوئی خط نہیں ملا۔"

(خلیفۃ المسیح)

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام خاندان میں الحمد للہ ہر طرح خیریت ہے (۲) حضرت خلیفہ اول کے اہل و عیال بھی خیریت سے ہیں (۳) حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ہند بخیریت ہیں (۴) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ناظر اعلیٰ ایک دو دن کے لئے فیروز پور کسی شہادت پر تشریف لے گئے تھے (۵) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا دوسرا تار جو جہاز پر سے ۱۳ تاریخ کو دیا گیا آج (۱۸) اگست بمبئی سے ہوتا ہوا قادیان پہنچا یہ تار اس تار کے جواب میں ہے جو ۱۰ اگست کو یہاں سے حضرت صاحب کے نام پورٹ سعید بھیجا گیا تھا جس میں ہز مجسٹی معلی القاب امیر کابل کے نام تحفہ امیر کے بذریعہ ڈاک بھجوائے جانے کے متعلق اجازت طلب کی گئی تھی اور بعض بچوں کی پیدائش کی بھی خبر دی گئی تھی (۶) مدرسہ احمدیہ ۲۵ اگست کو کھلیگا۔ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ اپنے وطن سے تشریف لے آئے ہیں (۷) خلیفہ تقی الدین صاحب ابن جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ڈاکٹری تعلیم کی تکمیل کے لئے ۱۷ اگست کو ولایت روانہ ہو گئے ہیں جو ۲۲ کو بمبئی سے جہاز پر سوار ہونگے (۸) ۱۸ اگست کی صبح کو مرزا صفدر علی صاحب مہاجر

پیغامیوں کے خلاف اظہار نفرت و ملامت

چونکہ "پیغام صلح" کے خلاف بہت سی انجمنوں کے ریزولیوشنز جمع ہو گئے ہیں۔ اور روزانہ آ رہے ہیں۔ اس لئے اب انہیں اختصاراً درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ جلد سے جلد یہ سلسلہ ختم ہو سکے۔ اور دیگر ضروری مضامین کے اندراج کے لئے گنجایش نکل سکے۔ (ایڈیٹر)

جماعت احمدیہ منصوری

انجمن احمدیہ منصوری کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۸ر ماہ حال مسجد احمدیہ منصوری میں منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل ریزولیوشنز بہ اتفاق رائے پاس ہوئے:-

(۱) یہ جلسہ اخبار پیغام صلح کے ان مضامین کے متعلق جو اس نے حضرت سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سفر یورپ کے متعلق شائع کئے۔ اظہار نفرت اور ملامت کرتا ہے۔

(۲) یہ جلسہ خاص طور پر پیغام صلح کے اس مضمون کے اس حصے پر غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ جس میں اس نے اَلْمَرْءُ يَقِيْسُ عَلٰى نَفْسِهٖ پر عمل کرتے ہوئے حضرت اقدس کے اس سفر کا محرک ان ناپاک خواہشات کو قرار دیا ہے۔ جو سفر یورپ اختیار کرتے وقت ایڈیٹر پیغام اور اس کے ہوا خواہوں کے پیش نظر تھیں۔

سید عبد الحی احمدی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ منصوری

جماعت احمدیہ لائل پور

مورخہ ۸ر اگست ۱۹۲۴ء کو جماعت احمدیہ لائل پور کے ایک غیر معمولی اجلاس میں اخبار "پیغام صلح" لاہور کے رویہ کے متعلق مندرجہ ذیل ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔

(۱) جماعت احمدیہ لائل پور پیغام صلح کے ان مضامین کو جو اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر یورپ کے خلاف شائع کئے انتہا درجہ کا توہین آمیز۔ اشتعال انگیز۔ مکروہ اور قابل صد ہزار نفرین خیال کرتی ہوئی انہیں سخت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

(۲) یہ جلسہ دلی تمنا رکھتا ہے۔ کہ حضور پرنور کا خرچ بھی جماعت احمدیہ برداشت کرے۔ کیونکہ حضور کا سفر محض دینی اغراض پر مشتمل ہے۔ جماعت احمدیہ لائل پور اس خرچ کو بحصہ رسدی برداشت کرنے کی دلی آرزو رکھتی ہے۔ اور اگر یہ آرزو بر آئے تو اسے سعادت عظمیٰ خیال کرتی ہے۔

(۳) جماعت ہذا ان مقالات افتتاحیہ کو جو الفضل کے چند نمبروں میں پیغام صلح کے جواب میں شائع ہوئے ہیں بہت عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور ان سے کلی اتفاق رکھتی ہے

قاضی محمد نذیر (مولوی فاضل) پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ لائلپور

جماعت احمدیہ لگیری

مورخہ ۹ر اگست جماعت احمدیہ لگیری ضلع جالندہر کا خاص اجلاس زیر صدارت مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل مبلغ ضلع جالندہر منعقد ہو کر یہ ریزولیوشن پاس ہوا۔ کہ۔ جماعت احمدیہ لگیری پیغام صلح کے مضمون مجریہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۴ء پر اظہار نفرت کرتی ہے۔ اور اس امر کا اظہار کرنا چاہتی ہے۔ نیز الفضل کے تمام مضامین سے جو ان اعتراضات کے جواب میں شائع ہوئے ہیں اتفاق رکھتی ہے۔

خاکسار نظام الدین سکرٹری جماعت احمدیہ لگیری ضلع جالندہر

جماعت احمدیہ لدہانہ

۸ر اگست ۱۹۲۴ء بعد نماز جمعہ جماعت احمدیہ لدہانہ نے مندرجہ ذیل ریزولیوشنز پاس کئے:-

(۱) لاہور کے اخبار پیغام صلح نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے سفر یورپ کے متعلق حضرت ممدوح کی ذات والاصفات پر جو قابل شرم اور لغو اعتراضات اور ناپاک اتہامات لگا کر تمام جماعت احمدیہ کی دل آزاری کی ہے۔ پیغام کی اس کمینہ اور محسن کش روش پر جماعت احمدیہ لدھیانہ نفرت و حقارت کا اظہار کرتی ہے۔

(۲) جماعت احمدیہ لدھیانہ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کو ان کے آرگن پیغام کی اس ناپاک، ناشائستہ اور قابل شرم کمینہ حرکت کا ذمہ وار قرار دیتی ہے۔

(۳) اس کارروائی کی اطلاع بغرض اشاعت پیغام الفضل اور الحکم میں ارسال کی جاوے۔

مرسلہ۔ خاکسار برکت علی۔ لائق۔ لدہانہ

مجاہدین علاقہ ارتداد

۸ر اگست ۱۹۲۴ء کو مجاہدین علاقہ فرخ آباد کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشنز پاس ہوئے:-

(۱) ہم لوگ "پیغام صلح" کے ان بےہودہ اور کمینہ مضامین پر سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتے ہیں۔ جو اس نے ہمارے پیارے امام کے سفر یورپ کے متعلق لکھے ہیں۔

(۲) ہم اپنے اخبار الفضل کے جوابی مضامین کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کے قابل ایڈیٹر کو تحسین و آفرین کہتے ہوئے گذارش کرتے ہیں۔ کہ پیغام صلح کی اس بیہودہ سرائی کا اور بھی زیادہ زور سے ردّ کیا جائے۔

(۳) ہم اس بات کا صدق دل سے اعلان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے سفر یورپ پر جو رقم خرچ ہو اس میں حصہ لینا اپنی خوش نصیبی اور نجات کا موجب سمجھتے ہیں۔ اور حضور ہمارے جان و مال سے جس طرح چاہیں کام لے سکتے ہیں۔

خاکسار محمد شفیع اسلم۔ امیر المجاہدین۔ فرخ آباد

جماعت احمدیہ چکوال

انجمن احمدیہ چکوال کا جلسہ بعد نماز جمعہ بصدارت جناب سید امیر علی شاہ صاحب مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا جس میں مفصلہ ذیل ریزولیوشنز بہ اتفاق رائے پاس کئے گئے۔

(۱) جماعت احمدیہ چکوال اخبار پیغام صلح کے ان مضامین کو جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے سفر یورپ کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ اور جن میں حضور ممدوح کی ذات والا تبار پر اور تمام جماعت احمدیہ پر نہایت بےہودہ اور کمینہ حملے کئے گئے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور ان پر اظہار نفرین کرتی ہے۔

(۲) جماعت احمدیہ چکوال حضور ممدوح کے سفر یورپ کو جو محض خدمت اسلام کی خاطر اس قدر تکالیف برداشت کر کے اختیار کیا گیا ہے۔ نہایت قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور اس کے لئے ہر ممکن خدمت کے لئے تیار ہے۔

(۳) جماعت احمدیہ چکوال الفضل کے ان مضامین کے ساتھ پورا اتفاق رکھتی ہے۔ جو پیغام کے بد اثرات کو زائل کرنے کے لئے جوابی طور پر لکھے گئے ہیں۔ اور الفضل کی ان خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔

سید فخر الاسلام چکوالی

جماعت احمدیہ شہر انبالہ

جماعت احمدیہ انبالہ شہر کے ایک غیر معمولی جلسہ میں حسب ذیل ریزولیوشنز پاس کئے گئے:- (۱) یہ جلسہ اخبار پیغام صلح لاہور کے اس مضمون کو جو اخبار مذکور کی اشاعت مورخہ ۱۷ر جولائی میں شائع ہوا ہے نہایت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے (۲) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے۔ کہ ایک بار پھر حضور کی خدمت میں نہایت ہی عاجزانہ درخواست کی جاوے کہ حضور اپنے اخراجات بھی جماعت سے قبول فرما کر جماعت کو ثواب

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۲؍ اگست ۱۹۲۴ء

محمود سفر میں اور حاسد سقر میں

امیر غیر مبایعین کی دُرافشانی

از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب

(گذشتہ سے پیوستہ)

اُلٹا چور

مولانا! آپ نے اپنے مضمون میں بعض باتیں بے نظیر لکھی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ قوم کا روپیہ ایک امانت ہے۔ جس کے ایک پیسہ کے اسراف کے لئے بھی وہ لوگ عنداللہ جوابدہ ہیں۔ جو نظام قومی کے سر ہیں۔ مولانا۔ ان الفاظ کو پڑھ کر ایک ضرب المثل ہر پھر کر میرے دل سے زبان تک آتی ہے۔ اور باوجود روکنے کے باہر نکلنے سے نہیں رکتی۔ واللہ اعلم اسے آپ کی نصیحت بھری تحریر سے کیا مناسبت ہے۔ اور وہ مثل یہ ہے:۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

مولانا! اب میں اسراف کی تفصیلات کو لیتا ہوں۔ یعنی
(۱) دس بارہ آدمیوں کا ہمراہ لیجانا ضروری نہ تھا۔ ایک آدمی کافی تھا۔
(۲) فوٹو اور سفرنامہ کی ضرورت نہیں
(۳) جماعتوں کو اطلاع دیکر اور بلا کر سٹیشنوں پر ملنا ناجائز امر تھا
(۴) تاروں کی ضرورت نہیں۔ اور ان کا خرچ اسراف ہے۔
دراصل آپ کے مایۂ ناز اعتراضوں کا خلاصہ یہی چار باتیں ہیں۔

(۱)

حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ جانے والے اصحاب

مولانا! آپ فرماتے ہیں۔ کہ صرف ایک خادم ہمراہ لیجانا کافی تھا۔ دس بارہ آدمیوں کا ہمراہ لے جانا محض اسراف ہے۔ اور قوم کا روپیہ برباد کرنا ہے۔ اور اس کی غرض صرف جاہ و جلال دکھانا ہے۔ مولانا! معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی غلط فہمی کی بنار پر آپ نے ان دس بارہ آدمیوں کو غالباً ذاتی خادم اور نوکر سمجھ لیا ہے جو شاید آپ کے نزدیک اس لئے جا رہے ہیں۔ کہ ایک پیر دبایا کرے۔ تو دوسرا بستر اور کپڑوں کی درستی پر ہو اور تیسرا انکھیاں جھلنے پر مامور ہو۔ اور چوتھا کھانا کھلانے کی خدمت بجا لاوے۔ اور پانچواں رات کو سوتے وقت قصے کہانیاں سنایا کرے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بیشک وہ خادم بھی ہیں اور نوکر بھی۔ مگر اُجرت کے خادم نہیں۔ بلکہ محبت اور اخلاص کے۔ تاہم اس رنگ کے خادم نہیں جس رنگ کی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

مولانا! ہمارا سلسلہ اس وقت جنگ کے میدان میں ہے اگر جنگی محاذ پر جرنیل حقیقتِ حالات معلوم کرنے کے لئے خود آگے جائے۔ تو کیا اس کے لئے مناسب ہوگا کہ وہ اعلان کرتا پھرے۔ کہ میں اپنے ساتھ فلاں آفیسر کو فلاں فلاں غرض کے لئے لے چلا ہوں۔ کیا جنگ کے متعلق کی تمام سکیمیں پیش از وقت تفصیلاً مشتہر کر دی جاتی ہیں؟ پس جب سلسلہ کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے ساتھ ایک ایک آدمی کا جانا بعد بحث اور تمحیص کے ضروری قرار پایا ہے تو اس پر پھر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔ کہ آپ کو یہ بتایا جاوے۔ کہ فلاں شخص کس مطلب کے لئے ہمراہ جاتا ہے۔ البتہ یہ مناسب ہے۔ کہ نمونتہً میں ایک سب سے ادنیٰ ہمراہی کی ضرورت حقہ کا ذکر کردوں۔ اور اس سے آپ کو پتہ لگ جائے۔ کہ باقیوں کی اس سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔

باورچی کی ضرورت

میری مراد اس سے باورچی کی ہے مولانا! حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کا ایک باورچی ہمراہ لے جانا ان کے کمال تقویٰ اور کفایت شعاری کی دلیل ہے۔ کفایت شعاری اس طرح کہ ولایت جاکر ہوٹلوں میں ایک جماعت کے لئے کھانے کا بندوبست کرنا اخراجات کثیر کو چاہتا ہے۔ اور یوں بھی وہاں کی طرز کا کھانا پانچ چھ ڈش پر مشتمل ہوتا ہے۔ پس ہوٹل میں کھانے کا بندوبست نہ کرنا اور انگلستان جیسے ملک میں گھر پر ہی دیسی قسم کے ایک سالن اور روٹی پر بسر کرنا ایسی کفایت کا نمونہ ہے کہ صرف یہی ایک بات معترضین اسراف کا منہ سیاہ کرنے کو کافی ہے۔ دوسرے تقویٰ اس طرح کہ کثرت مصروفیت کے سبب سے ہوٹلوں میں اور دیگر اسی قسم کے انتظاموں میں یورپ میں حلال اور حرام کی تمیز بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔ گوشت صرف سور کا ہی نہیں۔ بلکہ دوسرا بھی ہر قسم کا وہاں حرام ہی ملتا ہے کیونکہ ذبیحہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اکثر کھانوں میں چکنائی گھی کی نہیں بلکہ اس حرام چربی کی ہوتی ہے۔ جو ان غیر ذبیحہ جانوروں سے حاصل ہوتی ہے۔ غرض وہاں کے کھانے ایسے ہیں کہ کم ہی کوئی کھانا اشتباہ سے پاک ہوتا ہے۔ مثلاً اگر انڈے تلے ہوئے ہیں۔ تو حرام چربی میں۔ مرغی پکی ہوئی ہے تو گردن مروڑی ہوئی۔ بسکٹ اگر ہیں۔ تو وہی ناجائز چربی۔ گوشت بکرے کا ہے تو حرام۔ گائے کا ہے تو مشین میں اس کا سر اُڑا کر۔ سور کا ہے تو اس کا تو ذکر ہی کیا کرنا۔ تو تمام حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے یہاں سے خادم پکانے والا ہمراہ لیا۔ بلکہ گھی بھی ؛؛

مولوی محمد علی صاحب کے ہمراہیوں کی حرام خوریاں

مولانا! آپ نے تو آپ کے احباب نے ضرور ان حرام خوریوں کا ذکر کیا ہوگا۔ جو ولایت میں دانستہ اور نادانستہ وقوع میں آتی رہتی ہیں۔ میرے ایک بہت معزز غیر احمدی دوست نے بیان کیا۔ کہ میں ولایت میں ایک ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا۔ جو وہیں ایک بھاری بھرکم لاہور کے رہنے والے بیکچرار اور پروفیسر بھی تشریف لائے اور کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانے کے دوران میں انہوں نے ہوٹل والے سے فرمایا کہ کل والی چیز لاؤ۔ وہ بہت مزیدار تھی۔ اس پر اُس نے ایک قسم کا گوشت لا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ جسے انہوں نے خوب لطف لے لے کر کھایا جب وہ تناول فرما کر تشریف لے گئے۔ تو میں نے بصد شوق ہوٹل والے سے پوچھا۔ کہ وہ کیسا گوشت تھا۔ جو مسٹر ... نے تم سے منگا کر کھایا تھا۔ ہوٹل والے بیچارے نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ فائی نسٹ بیکن (یعنی نہایت نفیس سؤر کا گوشت)

کفایت شعاری اور تقویٰ شعاری

پس ہمارے خلیفۃ المسیح علیہ السلام ہر امر میں کفایت اور تقویٰ دونو کا خیال رکھا ہے۔ بلکہ تیسرا امر صحت کا بھی ہے۔ کیونکہ جو آدمی اتنا روپیہ خرچ کر کے اور اتنی تکلیف اُٹھا کر پھر صحت کا خیال نہ رکھے۔ تو ایک سخت غلطی ہے۔ غیر ملک کے کھانے اکثر کمزور صحت انسانوں کو موافق نہیں آتے۔ کیونکہ معدہ ان کا عادی نہیں ہوتا۔ پس جب دین کے لئے سفر اختیار کیا ہے۔ تو صحت سب چیزوں سے مقدم ہے اسی ضمن میں ڈاکٹر کا وجود بھی سمجھ لیجئے ؛؛

مولانا! میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ خدا نے ہم کو وہ خلیفہ دیا ہے۔ جسے پیش کر کے ہم کسی ملک کسی قوم کسی مجلس میں بھی شرمندہ نہیں ہیں ؛؛

زیادہ آدمیوں کے جانے پر مولوی محمد علی صاحب کو خوش ہونا چاہیئے تھا

پھر مولانا! آپ کو تو زیادہ آدمی لے جانے پر بجائے اعتراض کے خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جب تمہا میں لمبا سفر وسعت قلب پیدا کر دیتا ہے اور غلط عقائد تنگ صاف کر دیتا ہے۔ تو پھر تو نہ صرف

حضرت صاحب۔ بلکہ ایک معزز جماعت بھی ان کے ساتھ آپ کے عقائد کے قریب آجائیگی۔ اور یہ امر آپ کے لئے نہایت مسرت کا موجب ہونا چاہیئے۔ اگر تھوڑے سے ظاہری اسراف سے ایک جماعت کی اصلاح ہو جائے تو وہ خرچ پھر اسراف ہرگز نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اصل چیز ہدایت ہے اور کوئی قیمت بھی اس کے مقابلہ میں زیادہ نہیں سمجھی جا سکتی پھر آپ کا اعتراض جماعت کے ساتھ لیجانے پر کس لئے؟ بلکہ آپ کو تو چاہیئے تھا کہ ایک معقول نذرانہ اپنے ہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھیجتے اور عرض کرتے کہ آپ تو تھوڑے آدمی ہمراہ لے چلے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ زیادہ لیجایئے اور کچھ خرچ ہماری طرف سے قبول فرمایئے

ساتھیوں کی ضرورت کا کسی قدر تذکرہ

مولانا! تفصیل اگرچہ موجودہ حالات میں بتانی بالکل نامناسب ہے۔ مگر عمومی طور پر آپ کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ اگر کسی ایسے بڑے عظیم الشان اہم مقصد کے لئے انسان یورپ کا دورہ کرے۔ جو حال اور استقبال دونو زمانوں پر حاوی ہو۔ تو اکیلا صرف ایک خادم لے کر ایسا کرنا اس کی کمال حماقت پر دلیل ہو گا۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ تین ماہ کے اندر وہ ایک عظیم الشان سکیم تیار کرنے جاوے اور کم سے کم وقت میں بڑے سے بڑا کام کر سکے بغیر امداد ایک مخلص جماعت کے۔ کیا اس کو انگریزی دان۔ سکرٹری۔ ترجمان اور خطوط نویس درکار نہ ہو گا۔ کیا اس کو ایسے مختلف لوگ درکار نہ ہونگے۔ جن کی وساطت سے وہ کم سے کم وقت میں ہر طبقہ کے لوگوں سے مل سکے۔ اور ان سے تبادلہ خیالات کر سکے۔ علمار۔ اُمرار۔ اخبار نویس۔ پروفیسر۔ مذہبی لیڈر۔ حکّام۔ عوام اور اپنے ملک کے لوگ جو وہاں موجود ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیا علمار کا وجود اس وفد میں لغو ہے۔ جو نہ صرف مصر اور شام میں بھی ٹھہرے گا۔ بلکہ خود ولایت میں بھی بات بات پر قرآن شریف۔ حدیث شریف کتب حضرت صاحب تاریخ اور لغت۔ سند اور حوالہ نکالنے کی ضرورت ہو گی۔ اس بات کی ان لوگوں کو ضرورت نہیں ہوتی۔ جو خواجہ صاحب والا اسلام پیش کرتے ہیں۔ اور جن کے لئے صرف ایک آیۃ یعنی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۲-۶۹) ہم سب بھائیوں کیطرح ہر مذہب کی تصدیق اور ہاں میں ہاں ملانے کے لئے کافی ہے۔ اور تفسیر بالرائے اس بات کی کوئی ضرورت باقی نہیں چھوڑتی۔ کہ قرآن یا تاریخ یا لغت یا کسی اور علم یا کتاب کی ضرورت ہو۔ مگر مولانا ہمارے لئے یہ کام ناممکن ہے

پھر مولانا! یہ دس بارہ آدمی جو حضرت صاحب کے ہمراہ ہونگے۔ آپ کے اس زمانہ میں اور آیندہ نسلوں کے لئے شاہد ہونگے۔ ان کی گواہی ہوگی۔ کہ ہم دن رات آپ کے گرد و پیش رہے۔ اور ہم نے مشاہدہ کر لیا کہ آپ سیر و تفریح کے لئے یورپ نہیں گئے تھے۔ ہم گواہ ہیں کہ حضور نے دن رات دین کی خدمت میں صرف کئے ہیں۔ حضور نے کبھی ناجائز تماشے نہیں دیکھے۔ نہ بڑے بڑے خود ساختہ مجددین کی طرح پیرس کی گلیوں میں برہنہ میموں کے ناچ دیکھے۔ نہ عورتوں سے مصافحے کئے۔ نہ غض بصر کے حکم کو پامال کیا۔ نہ حرام کھایا نہ کھلایا نہ گدھوں کے سوانگ بھرے۔ نہ کسی اور قسم کا نامناسب فعل کیا بلکہ جیسے بے لوث گئے تھے۔ اسی طرح بے لوث واپس آگئے۔

مولانا! دُنیا میں نمونہ اور اسوہ حسنہ ایک عجیب با اثر چیز ہے۔ جو شخص اکیلا جاتا ہے اور اکیلا واپس آتا ہے۔ اسکی نسبت کیونکر ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ اس کا چلن ہر دھبہ سے پاک ہو۔ ہمیں کیا خبر کہ وہ کہاں کہاں بدکاری کرتا رہا۔ اور کہاں کہاں حرام کھاتا ہوا گیا۔ یہ ضرور ہے کہ ایسے سفر میں جہاں بڑے بڑے خود ساختہ متقیوں کے پائے ثبات پر تزلزل آگیا ہو۔ ہم ایک ایسا نمونہ پیش کریں۔ جو ایک فوج گواہ ہر وقت ساتھ رکھتا ہو۔ اور جس کا درخشاں اور بے عیب کیرکٹر موجود اور آیندہ نسلوں کے لئے موجب اتباع ہو۔

پھر مولانا اتنے بڑے سفر کا کوئی منتظم اور روپیہ کا حساب باقاعدہ رکھنے والا بھی ہونا چاہیئے۔ تاکہ کوئی خرچ نگرانی سے باہر بے حساب ہو جائے۔ اور پائی پائی کا حساب نظر میں رہے اور چیک ہو سکے۔ ساٹھ ہزار کا حساب رکھنے کو جس میں ایک پیسہ کی رقم سے لیکر بڑی بڑی رقمیں تک شامل ہونگی۔ اور ہر وقت بے وقت خرچ ہوگا۔ ایک آدمی کی توجہ تو بہی ایک معاملہ چاہتا ہے۔ اسی طرح سفر کے حالات اور سفر نامہ کی ترتیب جس کا ذکر آگے چلکر آئیگا۔ اسی طرح ڈاک کا بار گراں جس کا پڑھنا اور جواب دینا خود ایک مستقل دفتر کا کام ہے ۔

غرض آدمیوں کی نسبت کام بدرجہا زیادہ ہے۔ مولانا کیا آپ خیال فرماسکتے ہیں کہ وہ شخص جس کے پاس سلسلہ کا اتنا کام ہے کہ دس سکرٹری مع اپنے دفاتر کے عملہ کے اس کام کو بمشکل چلا سکتے ہیں۔ کیا وہ سفر میں صرف ایک آدمی سے سلسلہ کے کام چلا سکتا ہے۔ مولانا کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ حضرت صاحب اپنی خلافت کو یہاں چھوڑ کر وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ اور سلسلہ سے انکو کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور بارِ گراں جماعت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر مولانا آپ کی صلاح صرف اکیلے سفر کرنے کی کس طرح عقل میں آسکتی ہے۔

(۳)

فوٹو کیوں لئے گئے

مولانا! مضمون بہت لمبا ہو گیا۔ اب اختصار کرتا ہوں۔ مگر تھوڑے سے فوٹو کے فوائد بھی گوش گذار کئے دیتا ہوں۔ غنیمت ہے کہ فوٹو کے جواز کے تو آپ قائل ہیں صرف اتنا آپ کو اسراف معلوم ہوتا ہے کہ فوٹو حضرت میاں صاحب کے مختلف جماعتوں کے ساتھ دوران سفر میں کیوں لئے گئے۔ مولانا! اس کا جواب دینے سے پہلے آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ اعتراض حضرت مسیح موعودؑ پر بھی پڑتا ہے (بلا سے پڑنے دو۔ محمد علی) کیونکہ جب آپ نے اپنا فوٹو کھچوایا۔ اور اس کے مصالح بتائے کہ قیافہ سے ہی اہل یورپ و امریکہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تو اسوقت علاوہ ان فوٹوؤں کے جو صرف آپ کے لئے گئے تھے قادیان میں مدت تک بعد میں حضور کے کئی فوٹو جماعتوں کے ساتھ بھی کھینچے گئے۔ ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح میرا فوٹو بھی حضور کے ساتھ کھینچا جاوے۔ اور لوگوں کے اس شوق کے پورا کرنے کو جن لوگوں میں خود جناب مولانا بھی داخل تھے۔ حضور علیہ السلام نے کئی دفعہ مختلف جماعتوں اور احباب کے ساتھ ملکر فوٹو کھنچوایا۔ مولانا! اب بھی وہ فوٹو موجود ہیں۔ جنمیں آپ بمعہ اور بہت سے احباب کے حضور علیہ السلام کے جلو میں موجود ہیں۔ مولانا! کیا اس اسراف کا جواز بھی آپ نے سوچ رکھا ہے یا نہیں۔ اگر آپ ان باتوں کو بھول گئے ہیں۔ تو ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحب لاہوری سے پوچھ لیں یا محمد کاظم صاحب فوٹو گرافر سے۔

مولانا! شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بطور جرنلسٹ حضرت خلیفۃ المسیح کی ہمرکابی میں ہے۔ اس کا بحیثیت اپنے عہدہ کے فرض تھا کہ جیسے وہ حضور کے حالات کا نامہ نگار ہے ویسے ہی وہ قوم کا نمایندہ اور ترجمان بھی اپنے آپ کو سمجھے۔ اس نے یہ اعلان فوٹو کا اپنی طرف سے ہر دو حیثیت سے کیا تھا۔ ایک طرف تو اس لئے کہ یہ فوٹو سفرنامے میں لگائے جاویں دوسری طرف قوم کے نمایندہ کی حیثیت سے یہ کہ تمام دوست احباب شوق و ذوق سے حضرت صاحب کے ساتھ اپنا فوٹو اس نیت سے ملکر کھچوائیں جس نیت سے مولانا آپ نے حضرت مسیح موعود کے ساتھ کھچوایا تھا۔ اس نے صرف قوم کے ایک حقیقی جذبہ کی ترجمانی کی تھی۔ اور بس۔

فوٹو کا فائدہ

اب رہا یہ امر کہ یہ فوٹو کیا کام دینگے۔ اور ان کا فائدہ کیا ہے؟ سو مولانا! ایک ظاہر فائدہ تو ان کا حفاظتِ تاریخ سلسلہ ہے۔ ایک فوٹو اور ایک باموقعہ تصویر بعض اوقات ہزار صفحہ کی کتاب کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور اس نقشہ اور سین کو بالکل آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے۔ جس کو کوئی تقریر یا تحریر کسی صورت سے ممکن نہیں کہ بیان کر سکے۔ مولانا! تصویر سے حفاظت تاریخ ایک سچا علم ہے۔ جس کا انکار آپ ہرگز وہم میں بھی نہیں لا سکتے۔

مگر ایک نکتہ یہاں یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ہم کو اس سلسلہ کے آگے چلنے کا ایمان ہے۔ اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ ایک وہ زمانہ آئے گا۔ کہ اہل علم اور اہل دل ان تصویروں کو ڈھونڈتے پھریں گے۔ اور ایک ایک تصویر اس زمانہ کی اُس وقت منبع علوم ہوگی۔ مگر آپ میں یہ احساس اس وجہ سے نہیں ہے۔ کہ آپ خود علی وجہ البصیرۃ اس امر پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ یقیناً یقیناً آپ کا پیغامی گروہ قلیل عرصہ میں ہی معدوم ہو جائے گا۔ کچھ رخصت ہو جائیں گے۔ اور باقی غیر احمدیوں میں جذب ہو جائیں گے۔ خدا چاہے تو پچاس سال یعنی ایک نسل بھی نہیں گذرے گی۔ کہ دنیا آپ لوگوں کے وجود کو صرف ایک تاریخی وجود قرار دے گی۔ اور آپ کا نام لیوا اور باقی دیوا عالم میں کوئی باقی نہ رہے گا۔ مولانا آپ کی کارگذاریوں کی تاریخ اور آپ کی تصویر بھی ہمارا سلسلہ ہی انشاء اللہ محفوظ رکھے گا۔ مولانا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھئے۔ کہ آپ کے گروہ کی اولاد اور آئندہ نسل کیا نمونہ دکھا رہی ہے۔ یہ وہ نسل ہے۔ جو آپ لوگوں کا نام ونشان صفحہ احمدیت سے مٹا دیگی۔ مثلاً مولانا آپ کے مکرم دوست خواجہ صاحب کا نورچشم جو امام مسجد ووکنگ ہے۔ وہ علانیہ کہتا ہے۔ کہ "میرا باپ احمدی ہوگا۔ میں احمدی نہیں ہوں" اور حضرت مسیح موعود پر گندے سے گندے الزام اور افک لگاتا ہے۔ مولانا سچ کہنا کیا انہی سپاہیوں سے آپ احمدیت کا نقارہ دنیا میں بجانے کے امیدوار ہیں۔ کیا یہی وہ قوم کے نونہال ہیں۔ جو آئندہ "اشاعت اسلام" کریں گے۔ ناممکن ہے۔ بس آپ اور میں ہی نہیں۔ بلکہ غیر قومیں بھی آپ کے رفقاء کو خائب وخاسر اور فنا ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔ اس صورت میں کیا کبھی حفاظت تاریخ سلسلہ کا خیال یا اس کی حفاظت کے ذرائع پر غور کرنے کا سوال آپ کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ فوٹو کو آپ اسراف کہتے ہیں ؛

آئندہ آنے والی نسلیں اور اصحاب مسیح موعود کے فوٹو

مولانا۔ ہمارے فوٹو تو آپ کو بُرے لگتے ہیں۔ مگر کیا کبھی آپ کے دل میں یہ خواہش نہیں پیدا ہوئی۔ کہ کاش قرون اولے کے بزرگوں کے چہروں سے ہم کسی طرح واقف ہو سکتے۔ کس طرز کے وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے دنیا کا تختہ اس سرعت سے چند ہی دنوں میں بالکل پلٹ دیا۔ مولانا اسی طرح آئندہ آنے والی نسلیں حضرت مسیح موعود کے اصحاب اور قرون اولیٰ کے نقش و نگار اور بناوٹ اور لباس اور طرز کے دیکھنے کی خواہشمند ہونگی۔ جس طرح ہم صحابہ کے چہرے دیکھنے کو ترستے ہیں اسی طرح وہ ہمارے چہرے دیکھنے کو ترسیں گی۔ اور ان کا حق ہے۔ کہ فوٹو کے علم کے دنیا میں موجود ہوتے ہوئے وہ اپنے آباء کے منہ دیکھیں۔ اور ان پر درود بھیجیں اور ان کی تصویروں پر انگلیاں رکھ رکھ کر بیان کریں کہ دیکھو۔ یہ وہ ہمارے کمزور غریب الوطن اور مفلس مورث اعلیٰ تھے۔ جنہوں نے تمام دنیا کا باوجود اپنی کم مائیگی کے مقابلہ کیا۔ اور اس نور کو جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے تھے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دیا۔ ہر مصیبت کو برداشت کیا ہر رنج کو اٹھایا۔ مگر اپنے مقدس فرض کو پورا کرکے ہی چھوڑا۔ کوئی روک ان کے راستے میں حائل نہ رہ سکی۔ اور کبھی ناامیدی نے ان کے دلوں کو نہیں توڑا۔ وہ صحابہ کے ہمرنگ ایک جماعت تھی۔ اور خدا کی آخری جماعت تھی۔ جو سخت سخت امتحانوں میں سے گذری۔ مگر ہمیشہ اس کے فضل سے سرخرو رہی۔ انہوں نے خدا کی ہر آواز اور سلسلے کی ہر ضرورت پر لبیک کہا۔ اور جو قدم آگے بڑھایا۔ پھر خواہ کچھ ہی ان پر گذر گئی۔ اس قدم کو پیچھے نہ ہٹایا۔ اللھم صل علیہم اجمعین ؛

پھر مولانا صرف یہی نہیں۔ کہ وہ ان فوٹوؤں کو دیکھکر خوش ہی ہو لیں۔ بلکہ یہ تصاویر خود ان کے لئے بڑی زبردست محرک ہونگی۔ ان کی ہمتوں کو بلند اور مضبوط رکھیں گی۔ ان کے کیرکٹر پر اثر ڈالیں گی۔ ان کا مطمح نظر ان کی آنکھوں کے سامنے رکھیں گی۔ بعینہ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر جس طرح پرانے تاریخی قصے اور یادگاریں نئی نسلوں کو جوش سے بھر دیتی ہیں۔

مولانا! ایک اور فائدہ بھی ایسے فوٹوؤں کا ہے جس گھر میں یہ فوٹو ہونگے۔ ان گھروں کے بچوں کو ایک تعلق سلسلہ اور اس کے پیشرو سے ہو جائے گا۔ چھوٹے بچے انتظام جماعت اور مذہب اور سلسلہ کو نہیں سمجھ سکتے مگر اپنے گھر میں جب وہ ایسا فوٹو دیکھیں گے۔ تو اپنی پیاری پیاری زبان میں کہیں گے۔ کہ یہ ہمارے حضرت صاحب ہیں یہ ہمارے ابا ہیں۔ یہ ہمارے چچا ہیں۔ یہ ماموں ہیں۔ یہ تصویر ریل پر اتروائی تھی۔ جب حضرت صاحب یورپ خدمت دین کے لئے گئے تھے۔ غرض یہ باتیں جو بظاہر ایک سننے والے کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ ہمارے بچوں کا ایک مخفی تعلق اور محبت سلسلہ سے پیدا کرتی ہیں اور ان کے اندر ایک بیج کی طرح اسلام اور سلسلے اور خلیفہ اور جماعت کا خیال ڈال دیتی ہیں۔ جو کسی نہ کسی وقت بار آور ہو کر رہتا ہے۔

مولانا! پھر خود سفرنامہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ راستہ کے واقعات تصویری زبان میں اس میں موجود ہوں ؛

مبالغہ ہے یا جھوٹ

مولانا! آپ نے فوٹو کو حد درجہ کا اسراف فرمایا ہے۔ مگر مہربان من۔ اب فوٹو ایسا عام ہے۔ کہ لوگ آپ کی یہ عبارت پڑھکر حیران ہی ہوتے ہونگے۔ کہ پندرہ بیس سٹیشنوں پر میاں صاحب کا فوٹو لیا جانا ایسا امر ہے۔ کہ کسی مسرف سے مسرف نواب نے بھی کوئی ایسا اسراف کیا ہو۔ تو ایسی مثال شاید اس کی زندگی میں بھی نہ ملے (مطلب) مولانا ایک فوٹو کی تصویر کی قیمت ایک دو روپیہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور تمام خرچ ملا کر حد سے حد کسی جماعت پر پھیلایا جائے۔ تو شاید فی متنفس چند آنے ہی آویں۔ کیا اتنے خرچ کو ایک مسرف سے مسرف نواب کے بڑے سے بڑے اسراف سے بھی زیادہ بتانا مبالغہ کہلاتا ہے یا جھوٹ؟ مولانا اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ "حضرت امیر جماعت جب ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے صرف پٹھانکوٹ کے سٹیشن پر ہی اتنا روپیہ خرچ کیا۔ جتنا بادشاہ جارج پنجم اور ان کی پارٹی نے ۱۹۱۱ء میں ہندوستانی تاجپوشی کے موقعہ لندن سے دہلی اور دہلی سے لنڈن تک خرچ کیا" تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تو آپ ہی فرمائیے۔ کہ دنیا ایسا بیان کرنے والے شخص کو کیا کہے گی۔ شاید یہی کہے۔ کہ پیدائش عالم سے آج تک کوئی ایسا کذاب اور بیباک شائد کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا ؛

مقتضائے طبیعت

مولانا! بعض موقعے یادگار ہوتے ہیں۔ جماعت کے لوگ محض اپنی محبت سے اس موقعہ پر یادگار کے طور پر فوٹو لیتے ہیں اور اس دقت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اس پر تھوڑی سی رقم بھی خرچ کر دیتے ہیں۔ کیا ان امور کا اعتراضاً ذکر کرنا آپ جیسے آدمی کے لئے قابل شرم نہیں ہے۔ کہ یہ مقتضائے طبیعت سے زیادہ کوئی اور حیثیت بھی رکھتا ہو مولانا! فوٹوؤں کا خرچ اس سے بہت کم ہے۔ جتنا کسی معمولی "امیر" کے بال بچے شاہدرہ اور شالامار کی سیروں میں چند دنوں میں ضائع کر دیتے ہیں ؛

مولانا! دنیا میں ایک چیز محبت کے نام سے مشہور ہے چونکہ اس کا تعلق بھی فوٹو کے ساتھ ہے۔ اور آپ اس عالم سے بے خبر اور اس کوچہ سے ناآشنا ہیں۔ اور اس لئے اس کا ذکر کرنا بھی میں مناسب نہیں سمجھتا۔ ہاں ممکن ہے۔ کہ آپ لوگوں کا مقولہ اپنے پیر مرشد کی نسبت یہ ہو۔

ہم کو اپنے یار کی کوئی ادا بھائی نہیں
اسلئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

صادقوں کی معیت

مولانا! پھر ایک فائدہ ایسے فوٹووں کا یہ ہے۔ کہ وہ احباب سلسلہ کے لئے کونوا مع الصادقین کے حکم کی لفظی اور ظاہری تعمیل اور آئندہ نسلوں کے لئے اس کے شاہد ہوتے ہیں۔ مولانا یہ بچوں کا شوق نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے کہن سال تجربہ کار دیندار لوگوں کا فعل۔ مولانا اس وقت مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ میں جب امرت سر میں تھا۔ تو حضرت صاحب کے ایک نہایت مخلص اور اہل دل مرید بھی وہاں میرے پاس بطور مہمان تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہسپتال کا سول سرجن پنشن پر جا رہا تھا۔ اس تقریب پر اس کے اور تمام عملہ کے فوٹو کا انتظام کیا گیا۔ میں اس مہمان کو بھی اپنے ہمراہ فوٹو میں شرکت کے لئے لے گیا۔ جب فوٹو کھچنے لگا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ وہ بزرگ وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ بہتیرا ادھر ادھر ڈھونڈا۔ کچھ پتہ نہ لگا۔ موقعہ گذر جانے پر میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ آپ عین وقت پر کہاں غائب ہو گئے تھے۔ فرمانے لگے۔ میں نے دیکھا۔ کہ تم تو اپنی سرکاری حیثیت سے ان ہندوؤں اور سکھوں میں شامل ہو کر تصویر کھنچوا رہے ہو۔ میں کس طرح کونوا مع الصادقین کے برخلاف ہمیشہ کے لئے ان کی تصویری معیت میں شریک ہو جاؤں۔ اس لئے میرے ایمان نے اس شمولیت کو گوارا نہ کیا۔ سو مولانا یہ معرفت کے نکتے ہیں۔ ہاں آپ کے نزدیک بے معنی ہوں تو ہوں ؛

مولانا! ان فوائد کے سوا کچھ اور فوائد بھی ہیں۔ جو خود آپ کو معلوم ہیں۔ اور جن کی بنا پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ اپنی تصویر کھچوائی تھی۔ امید ہے۔ کہ ان کے اظہار سے آپ ہم پر احسان فرماوینگے۔

رسالہ الوصیت کی ایک عبارت

مولانا! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ الوصیت سے مقبرہ بہشتی کے متعلق ایک عبارت پیش کر کے جناب کو اسکی طرف خاص توجہ کرنے کی درخواست کرتا ہوں:۔

"واضح ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے۔ کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں"؛

مولانا! غور فرمایئے۔ جو مطلب قبروں کے ایک جگہ ہونے اور ان کے کتبوں سے نکلتا ہے۔ وہی بعینہٖ جماعتوں کے قافلے اور مختلف جماعتوں کے مخلص احباب کے فوٹو جمع ہو کر کھچوانے سے بھی نکلتا ہے۔ پس یہ عجیب مشابہت ہے۔ جن مقاصد کو مقبرہ پورا کرتا ہے۔ انہی مقاصد کو یہ فوٹو بھی پورے کرتے ہیں۔ پس اگر آپ کو ان پر اعتراض ہے۔ تو پہلے مقبرہ پر اور اس کے بانی پر دہانِ اعتراض کھولئے۔ پھر اس طرف آیئے ؛

(۳)

احمدیوں کا ملاقات کیلئے جمع ہونا

مولانا! یہی حال لوگوں کے جمع ہونے اور ملاقات کا ہے۔ ایک جماعت کا نہایت ہی پیارا امام ایک غیر معمولی لمبی مدت کے لئے ان سے جدا ہوتا ہے اور دور دراز ملکوں میں جاتا ہے۔ سمندر کا سفر ہے۔ اور سخت خطرناک دنوں میں۔ پھر زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ دیکھئے واپسی پر کونسا زندہ ملے۔ کون نہ ملے۔ ادھر مرید مخلص ادھر امام مشفق۔ مولانا دونو جانب بے حد محبت کے جذبات کام کر رہے تھے۔ اس موقعہ پر دونو جانب سے اظہار محبت کا ہونا فطرتی اور اضطراری ہے حضرت میاں صاحب نے اس لئے جماعتوں کو اطلاع کی کہ ان کو بغیر ملے عزیزوں سے رخصت ہونا منظور نہ تھا۔ اور جماعتیں اس لئے بیقرارانہ خود سٹیشنوں پر دوڑی چلی آئی تھیں۔ کہ جاتے ہوئے اپنے محبوب امام کو الوداع کر لیں۔ اور یہ قدرتی بات ہے۔ مولانا جب امیر کے تعلقات محبت اور اخلاص کے حد درجہ کو پہنچے ہوئے ہوں۔ تو پھر ایسی باتوں کا نہ ہونا حیرت انگیز اور جائے اعتراض ہوگا۔ نہ کہ اس کے خلاف۔ مولانا میں پھر بھول گیا۔ آپ تو اس تعلق کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ چونکہ آپ امیر فرضی خود ساختہ اور مصنوعی ہیں۔ اس لئے آپ میں یہ احساس ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا نے آپ کو امیر بنایا ہوتا۔ تو آپ بھی لِنْتَ لَهُمْ کے مصداق ہوتے بھلا مولانا نقال میں وہ بات کہاں!

ظاہری فوائد

پھر مولانا! اس الوداعی ملاقات کے ضمن میں تین قسم کے اظہار خود بخود ہو گئے۔ یعنی ہر دو جانب کی اظہار محبت کے ساتھ ہی اظہار کثرت جماعت اور اظہار مقبولیت من جانب اللہ اور اظہار رعب دنیا پر واضح ہو گئے۔ مولانا اس موقعہ نے ثابت کر دیا۔ کہ یہی ایک جماعت ہو سکتی ہے۔ جو خدا کی جماعت کہلا سکتی۔ اور یہی ایک امام ہو سکتا ہے۔ جو منجانب اللہ مقبولیت کے ظاہر نشان رکھتا ہے جس شخص کو ایسی مخلص جماعت ملے۔ وہ جس قدر بھی اس پر فخر کرے بجا ہے۔ اگرچہ حاسد کباب ہؤا کریں۔ اور جس جماعت کو ایسا محبت کرنے والا شفیق امام ملے۔ وہ جسقدر شکر کرے بجا ہے۔ اگرچہ دشمن جلا کریں ؛

ملاقات کے لئے اعلان کی ضرورت

مولانا! ملاقات کے لئے اعلان اس لئے بھی ضروری تھا۔ کہ بعض مخلص جو اس موقعہ پر ملاقات کے لئے تڑپتے تھے۔ بسبب معذور ہونے کے قادیان نہ آسکتے تھے۔ بعض بوڑھے اور کمزور تھے۔ بعض بیمار بعض غریب اور مفلس۔ پس ان کے لئے کس قدر سہولت ہو گئی۔ کہ وہ اپنے گھر کے نزدیک کے سٹیشنوں پر جمع ہو گئے۔ اور بلا تکلیف ان کی مراد بھی حاصل ہو گئی ؛

مولانا! جماعتوں کے جمع ہونے کو تو آپ نے کہدیا۔ کہ بلائے ہوئے آئے تھے۔ مگر آپ اسے کیا کہیں گے۔ کہ بہت سے لوگ اپنے خرچ پر محض اپنی محبت اور اخلاص بلکہ عشق کی وجہ سے قادیان سے بٹالہ۔ امرت سر۔ جالندھر۔ سہارنپور۔ دہلی اور بمبئی تک ہمراہ گئے۔ بلکہ کچھ آدمی آگے ولایت تک صرف خدمت اور رفاقت کی غرض سے۔ مولانا یہ مقبولیت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے جہلم والے سفر کا نمونہ ہے۔ مولانا اگر ہم لوگ صاحب توفیق ہوتے۔ تو پھر آپ وہ نظارے دیکھتے جن کی آپ تاب نہ لا سکتے۔ گو اب بھی یہ حالات حاسد کے لئے ماتم سے کم نہیں۔ مولانا ان ملاقاتوں کے نظاروں اور پھر ان کے مستقل ریکارڈ یعنی فوٹوؤں نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ کثرت جماعت کی کس طرف ہے اور خود آپ کی آئندہ نسلیں اس معاملہ میں آپ کی غلط بیانیوں کو پڑھ پڑھ کر اور پھر ان کی عملی تردید دیکھ دیکھ کر اپنے بزرگوں کی کور چشمی پر تعجب کیا کرینگی ؛

تاروں کی ضرورت

مولانا! ضمناً جواب تاروں کا بھی آچکا۔ ہم لوگوں کا تعلق حضور امام سے ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ پندرہ بیس دن ڈاک کا انتظار کیا کریں۔ اور سفر کی حالت میں تو جب تک ہر روز خیریت کی خبر ملتی رہے۔ اطمینان ہی نہیں ہوتا۔ دیکھئے ۱۰۔ ۱۱ روز جب کوئی تار نہ آیا۔ تو اس قدر تشویش اور اضطراب رہا۔ کہ حد بیان سے باہر ہے۔ پھر یہ کہ بمبئی والا تار اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایسا تھا۔ کہ اسے تار میں ہی بھیجا جاتا۔ ایک اور بات ہے کہ صرف خیریت ہی نہیں۔ بلکہ ضروریات جماعت مجبور کرتی ہیں۔ کہ حضور سے جماعت کے اہم معاملات میں ہر موقعہ پر استصواب کیا جاوے۔ اور آپ تو ایک تار کو روتے ہیں یہاں جوابی تار ایک نہیں بار بار جاتے ہیں۔ ورنہ جماعت کا نظام سخت صدمہ اٹھائے۔ مولانا چونکہ آپ کی جماعت

کوئی نہیں۔ اور جو کچھ قدرے ہمخیال لوگ ہیں۔ وہ مخلص نہیں اس لئے آپ ان باتوں کی ضرورت تسلیم نہ کرنے میں حق بجانب ہیں ؛

تیس سالہ تجربہ کا نتیجہ

مولانا! میں قریباً تیس سال کے تجربہ سے ایک نتیجہ پر پہنچا ہوں جو یہ ہے۔ کہ آپ میں اور جناب خواجہ صاحب میں ایک ایسی مخفی کشش اور روحانیت ہے۔ کہ جتنا کوئی شخص زیادہ آپ کے قریب ہوتا ہے۔ اور آپ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اور زیادہ آپ کا واقف حال ہوتا جاتا ہے۔ اتنا ہی آہستہ آہستہ وہ آپ صاحبان سے متنفر ہوتا جاتا ہے۔ برخلاف اسکے محمود میں یہ خاصیت ہے۔ کہ جتنا کسی کا اس کے ساتھ تعلق زیادہ اور پرانا ہوتا جاتا ہے۔ اتنی ہی زیادہ اس سے محبت اور کشش بڑھتی جاتی ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاءُ ؛

بیت المقدس کا قبضہ لینے کا طعنہ

مولانا! آپ کا بیت المقدس کا قبضہ لینے جانے کا طعنہ دینا فضول ہے کیونکہ اگر یہ تمام خرچ صرف اس ایک بات ہی کے لئے ہو جائے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی لفظاً سچی ٹھہرے۔ اور حضرت مسیح موعود کا اس کے متعلق ایک بیان کہ (ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفہ من خلفائہ الی ارض دمشق) پورا ہو۔ تو بھی ہم اور ہماری جماعت سے بڑھکر کون خوش نصیب ہو سکتا ہے۔ فتح بیت المقدس خود کوئی عجوبہ نہ تھا۔ صرف اس لئے وہ ایک عظیم الشان بات تھی۔ کہ رسول کریم صلعم کی پیشگوئی اس سے پوری ہوئی تھی۔ اسی طرح ایک دوسری پیشگوئی نزول مسیح کی منارہ شرقی دمشق کے پاس پوری کرنے میں کامیاب ہونا ہمارے نزدیک ایسی ہی خوشی کا باعث ہے جسکو آپ بطور طعنہ کے بیان کرتے ہیں۔ مولانا۔ خدا کے فرمودے خدا کے فضل اور خدا کی امداد سے ہی پورے ہوتے ہیں۔ ورنہ ایک صاحب اسی غرض کیلئے گئے تھے۔ مگر ان کے جانے اور لاف زنی کا کیا فائدہ۔ جب وہ پہلے ہی خود خلافت منصوص کا ہی انکار کر چکے تھے۔ پس ان کا جانا نہ جانا برابر۔ اور ان کی ساری محنت اور خرچ فضول اور اسراف میں داخل ؛

سفر نامہ

باقی رہا سفر نامہ اس کی حقیقت اور ضرورت خود واضح ہو جائیگی۔ جب وہ آپکے ہاتھ میں جائیگا اور وہی وقت اسپر تنقید کرنیکا آپ کے لئے بھی موزون ہوگا۔ مولانا! اگر کبھی عداوت اور حسد کو دل سے نکال کر تنہائی میں تمام باتوں پر یکجائی نظر ڈال کر غور کریں گے۔ تو آپ کو اپنی حالت اس شعر کا مصداق دکھائی دیگی ؛

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ

جہازی چٹھی

نمبر دوم

عدن سے پورٹ سعید تک کے حالات

(گذشتہ سے پیوستہ)

۲۴ر جولائی

آج حضرت ثانی نے مصر و شام میں تبلیغ سلسلہ کے لئے پروگرام تجویز کرنے کے لئے مجلس مشاورت فرمائی۔ اور کئی گھنٹہ کی متواتر غور و فکر کے بعد آپ نے ایک سکیم اور نظام عمل تجویز فرمایا ہے۔ اس کی تصریحات کا یہ مقام نہیں انشاء اللہ مناسب موقعہ پر اس کا بیان کیا جائے گا۔ لیکن ایک امر کا اظہار ضروری ہے۔ آپ نے ایک نکتہ بیان فرمایا۔ جو نفسیات کے اصول پر تبلیغ کے لئے ضروری ہے۔ اور جسے ہر مبلغ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے آپ نے فرمایا۔ کہ تبلیغ کے لئے جب کسی شخص سے ملاقات کی جاوے۔ تو اس بصیرت اور یقین کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ کہ ہم نے اس کو منوا لینا ہے۔ اور خاص زور اس بات پر دینا چاہیئے۔ کہ حق آگیا ہے۔ آپ اس کو قبول کریں جب انسان اپنی قلبی قوت اور ایمانی بصیرت کے ساتھ ایک بات بیان کرتا ہے۔ تو اس میں خاص اثر ہوتا ہے۔ بحث مباحثہ کے طریق کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہ صرف خاص ضرورت کے وقت استعمال کرنا چاہیئے۔ ورنہ سادگی کے ساتھ مگر ایمانی قوت اور یقین کے ساتھ پیغام پہونچانا چاہیئے۔ اور یہ طریق خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ سے ثابت ہے اسلم تسلم (اسلام لا تو سلامت رہے گا) کہہ کر ایک طریق تبلیغ بتایا ہے۔ مباحثات کا رنگ جب انسان اختیار کرتا ہے۔ تو بعض اوقات وہ اثر جو یقین اور بصیرت کی سادگی کا پڑتا ہے جاتا رہتا ہے۔ غرض آپ نے خدام کو بتایا۔ کہ اگر تمہیں کسی سے سلسلہ کی تبلیغ کا موقعہ ملے۔ تو بہت صاف اور سیدھے الفاظ میں کھلا کھلا حضرت کا دعویٰ پیش کرو۔ اور ان کو کہو۔ کہ وہ اسے قبول کریں۔ اس میں ان کی بھلائی اور نجات ہے۔

آپ نے سر دست فرمایا ہے۔ کہ تین دن تک قاہرہ میں قیام کیا جائے۔ اور اس کے بعد ایک ہفتہ دمشق میں۔ لیکن قاہرہ کے قیام وغیرہ کے متعلق حضور نے ضروری سمجھا ہے۔ کہ محمود احمد (مجاہد مصری) کو سویز بلا لیا جاوے۔ چنانچہ سویز آنے کے لئے اس کو تار دیا گیا ہے۔ اور وہ انشاء اللہ پورٹ سعید تک اس سفر میں ہمرکاب ہونے کی عزت و سعادت حاصل کرے گا ؛

مسلمانوں میں روح اجتماعیہ کیونکر پیدا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح کو اس بات کا بہت خیال ہے۔ کہ مسلمانوں میں اجتماعی روح پیدا ہو جائے اور حقیقت میں یہی ایک چیز ہے۔ جو اسلام کی کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ اس روح کے پیدا کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وحی ہوئی۔ کہ روئے زمین کے مسلمانوں کو دین واحد پر جمع کرو ؛

اس وحی الٰہی کی تعمیل میں مسلمانان عالم کو دین واحد پر جمع کرنے کا عظیم الشان مقصد ہمیشہ آپ کے سامنے رہتا ہے۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ مسلمانان عالم باہم ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوں۔ مگر اس وقت تک مسلمانوں میں اس کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے۔ آپ چاہتے ہیں۔ کہ اس ضرورت وقت سے بھی سمجھدار اور تعلیم یافتہ طبقہ کو واقف کیا جاوے۔ اگر ہر جگہ ایسی سوسائٹیاں قائم ہو جائیں۔ جو بلا امتیاز اختلاف عقائد ہر خیال اور ہر عقیدہ کے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں۔ اور اسمیں مسلمانوں کی تعلیمی۔ اقتصادی اور سیاسی اور تجارتی ضروریات پر جس کا اثر تمام مسلمانوں پر من حیث القوم پڑتا ہے۔ ہر شخص اپنے خیالات کا اظہار کر سکے تو تمام مسلمانان عالم کو ایک فائدہ پہونچنے کی توقع ہے۔ ان میں باہم ایک دوسرے کیلئے محبت و ہمدردی کے جذبات ترقی کر سکیں گے۔ اور ایک دوسرے کی مشکلات میں عملی ہمدردی کا حصہ لے سکیں گے۔ مغائرت اور منافرت دور ہوگی اور یہ بھی ہو سکے گا۔ کہ ایک جگہ کے اہل علم اور مدبر لوگ دوسری جگہ جا کر اپنے خیالات کا اظہار کریں ؛

غرض اس تجویز پر جو اسلامی عالم میں اتحاد عمومی پیدا کرنے کی ایک موثر تحریک ہے۔ دیر تک مختلف پہلوؤں سے گفتگو فرماتے رہے۔ یہ تحریک ایسی ہے کہ اسلامی پریس کو قطع نظر اس کے کہ کہاں سے آئی ہے۔ اس کو کامیاب بنانے کے لئے عملی اتحاد کا ثبوت دینا چاہیئے

۲۵ جولائی ۱۹۲۴ء

آج حضرت نے مصر کے لئے ایک مضمون لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ اور اس مقصد کے لئے اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ مگر افسوس کہ پنکھا ٹوٹ گیا اور کمرہ میں اتنی گرمی ہو گئی

کہ مضمون لکھنا تو درکنار وہاں بیٹھنا بھی مشکل ہو گیا۔ بحیرۂ قلزم میں گرمی بہت سخت ہے۔ افریقہ اور عرب کے سواحل کے درمیان یہ واقع ہے۔ اور ہر دو جگہ کی گرمی نمایاں۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے۔ مصر اس وقت رہ جائے گا۔ مضمون کا ارادہ کیا تھا۔ مگر یہ صورت پیش آ گئی ہے۔ پھر دیر تک آپ تنہا بیٹھے غور فرماتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس فکر میں کیا کیا برکات نازل کی ہیں۔ آئندہ انشاء اللہ معلوم ہو جائیں گی ؀

محاذ حرم میں دعا

آج رات کو گیارہ اور ۱۲ بجے کے درمیان ہمارا جہاز جدہ اور مکہ کے سامنے سے گذرنے والا ہے۔ اس کے لئے حضرت نے ارادہ فرمایا ہے۔ کہ خاص طور پر دعا کی جائے۔ چنانچہ جب وہ وقت آیا۔ تو آپ نے دعا کا ارادہ فرمایا۔ جس مقام پر اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں ایک جنگلا ہے۔ فرمایا اور آگے چلیں۔ تاکہ کوئی اور چیز ہمارے درمیان سوائے سمندر کے نہ ہو۔ جس قدر قریب ہو سکیں۔ ہو جائیں۔

(ج) اس مقام پر تشریف لائے۔ تاکہ یہاں نماز پڑھ کر دعا کریں ؀
سمندر
جنگلا (ب)
(الف) اس مقام پر حضرت صاحب تھے۔ اور نماز پڑھ کر دعا کرنا چاہتے تھے ؀

چنانچہ آپ مقام الف سے مقام ج پر تشریف لائے۔ اور دو رکعت نماز آپ نے جماعت سے پڑھی۔ پہلی رکعت میں سورۃ والنازعات اور دوسری میں سورۃ الاعلیٰ تلاوت فرمائی۔ اور ہر رکن نماز میں لمبی دعا کی۔ قیام۔ رکوع۔ قعدہ اور سجدہ میں بڑی دعا فرمائی۔ بعض اوقات سجدہ میں دعا کی۔ چیخ اور آواز بلند ہو جاتی تھی۔ یہ دعا کس قدر موثر اور رقت انگیز تھی۔ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ مجھ کو یہ افسوس کبھی نہیں بھولے گا۔ کہ میں جو ایک دن پیشتر سے اس دعا کے لئے تہیہ کر رہا تھا۔ عین دعا کے وقت سو رہا تھا۔ اگرچہ بعد میں میں اٹھا۔ اور میں نے اپنے طور پر دعا کی۔ مگر اس وقت شریک دعا نہ ہو سکا۔ آہ! (عرفانی)

۲۶ جولائی ۱۹۲۴ء

آج حضرت ایک مضمون لکھ رہے ہیں۔ دوپہر کو تھوڑی دیر کے لئے باہر نکلے۔ اور چونکہ احباب اس وقت کھانا کھا کر لیٹ گئے تھے۔ اور بعض سو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس سفر کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے دعاؤں سے کام لینا چاہیئے اور سستی چھوڑ دینی چاہیے۔ اور ابھی سے تیاری کرنی چاہیئے۔ دن بھر حضرت مصروف تحریر رہے۔

مدینہ منورہ کے سامنے سے

ہم کو بتایا گیا تھا۔ کہ رات کو ۱۰ بجے مدینہ منورہ کے محاذ سے گذریں گے۔ اس لئے آج رات کو دعا کے لئے پھر تیاری کی گئی تھی۔ اور حضرت نے نماز عشا میں بھی تاخیر فرمائی۔ مگر عین وقت پر معلوم ہوا۔ کہ ہم دن کے پانچ بجے وہاں سے گذر چکے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ بیت المقدس سے بھی قریب ہونگے تو انشاء اللہ وہاں دعا کریں گے ؀

اٹلی میں عیسائیت کی حالت

جہاز کا ڈاکٹر بالعموم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور اس نے حضرت اقدس اور آپ کے خدام کے کئی فوٹو حالت نماز کے اور خارج از نماز حالت کے لئے ہیں۔ مذہبی آدمی تو ہے نہیں۔ مگر زندہ دلی کا اظہار خوب کرتا ہے۔ حضرت اقدس نے آج اسے مسیح کی آمد ثانی کی خوشخبری سنائی اور حضرت مسیح موعود کی بشارت دی۔ اس نے اٹلی کی عیسائیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ برائے نام لوگ کیتھولک ہیں عملاً نہیں ہیں۔ گرجوں میں زیادہ تر عورتیں جاتی ہیں۔ اپنی نسبت کہا۔ کہ میں تو ڈاکٹر ہوں۔ مگر میرا باپ کیتھولک تھا۔ یہ ڈاکٹر اکٹی نام ایک سوسائٹی کا بانی ہے جس کا ترجمہ میں موزج بہار کرتا ہوں۔ اس کے متعلق مفصل ذکر سفرنامہ میں ہوگا ؀

۲۷ جولائی ۱۹۲۴ء

حضرت کو آج کسی قدر بخار کی شکایت ہے۔ مگر باایں باہر خدام میں دیر تک تشریف فرما رہے۔ اور آپ نے یساسلٹی کی تشریح کی اقوام یورپ اس کی حقیقت کیا سمجھتی ہیں۔ اور ہم کیا۔ جنرل ٹاونشینڈ کے حالات کا تذکرہ تھا۔ اسی سلسلہ میں آپ نے اس کی تصریح فرمائی۔ فرمایا کہ ان لوگوں کی یہ حالت ہے۔ کہ جب ان کو کسی اہم اور ذمہ داری کے کام پر اختیار دیدیا جاتا ہے۔ کہ تم جو مناسب سمجھو۔ وہ کرو۔ تو وہ اس کا مفہوم اور منشا ہمیشہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم کو کامیاب ہوتا ہے۔ اور اگر ناکام ہوں یا کوئی نقص پیدا ہو جائے۔ تو کبھی یہ نہیں کہیں گے۔ کہ ہم کو اختیار دیا گیا تھا۔ ہم نے دیانت داری سے اپنے فرض کو ادا کر دیا ہے۔ بلکہ وہ اسبات پر آمادہ ہونگے۔ کہ اگر ان کے خلاف کوئی جرم ثابت ہو کر سزا دی جاوے۔ تو اس کو قبول کریں برخلاف اس کے اگر ہم کسی کو ایسا اختیار دیں۔ اور اس کا نتیجہ نقصان ہو۔ تو وہ کہدیتا ہے۔ کہ میں نے اپنی سمجھ کے موافق کر دیا تھا۔ یہ ذمہ داری کی حقیقت نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے ؀

حقیقت میں ہم لوگ اپنی ذمہ واری کو جیسا چاہیئے محسوس نہیں کرتے۔ اور جب تک یہ احساس ہم میں سے ہر فرد کے دل میں پیدا نہ ہو۔ منزل مقصود دور ہو گی ؀

دو بھائیوں کی قبریں

سمندر میں افریقہ کے ساحل کے ساتھ دو چٹانیں نظر آئیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ دو بھائیوں کی قبریں ہیں۔ میں نے ایک سفرنامہ میں پڑھا ہے۔ کہ بہن بھائی کی قبر ہے۔ حضرت بھی اس کے دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ اور دوربین سے دیکھا۔ تو صاف چٹانیں معلوم ہوتی تھیں۔ کل جہاز سات بجے سویز پہنچیگا ؀

۲۸ جولائی ۱۹۲۴ء

ٹھیک وقت پر جہاز سویز پہونچ گیا مجاہد مصری (عزیزی محمود احمد) یہاں موجود تھا۔ حضرت نے محبت اور پیار کی نگاہوں سے اپنے خادم کو دیکھا۔ ۱۰ بجے کے قریب جہاز یہاں سے روانہ ہو گیا ہے۔ اور آج رات کو پورٹ سعید پہونچکر انشاء اللہ جہاز سے اتریں گے۔ اور کل صبح روانہ قاہرہ ہونگے۔ حضرت نے اکٹی ڈاکٹر کو ایک نوٹ لکھوا کر دیا۔ کہ ہم کیوں اکٹی نہیں ہو سکتے۔ سویز کے حالات آئندہ حوالہ قلم انشاء اللہ کروں گا ؀ (خاکسار عرفانی ۲۸/۷/۲۴)

الفضل کی توسیع اشاعت

رپورٹ ۲۵ جولائی ۱۹۲۴ء تا ۲۔ اگست ۱۹۲۴ء

۷ اصحاب نے بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیج کر اخبار جاری کر دائے۔ ۱۶ احباب نے خود وی پی کرنے کے لئے لکھا اور جن احباب نے خریدار دیئے۔ ان کے نام وی پی کر دیئے گئے۔ فہرست مندرجہ ذیل ہے۔ منشی حبیب اللہ صاحب مالان منڈی ایک خریدار ؀ میاں عبدالرحیم و رحمت اللہ صاحب بھوپال ایک خریدار ؀ خانصاحب احمد رضا خاں صاحب مانہ الدرانی ایک خریدار ؀ سید الطاف حسین شاہ صاحب شاہجہانپور ایک خریدار ؀ میاں محمد علی صاحب حیدرآباد دکن ۲ خریدار ؀ بابو اکبر علی صاحب رائے ونڈ ایک خریدار ؀ بابو شرف الدین صاحب بھیرہ ۲ خریدار ؀ ڈاکٹر گوہر الدین صاحب بھما ایک خریدار ؀ میاں گلزار محمد صاحب آگرہ ایک خریدار ؀ بابو حسام الدین صاحب سونگڑہ ایک خریدار۔ بابو فیض محمد صاحب منٹگمری ایک خریدار۔ منشی گل محمد صاحب خوشاب ایک خریدار ؀ بابو محمد شفیع صاحب اکوال ایک خریدار جناب محمد احمد صاحب کپورتھلہ ایک خریدار ؀ میزان ۱۸ خریدار سابق میزان ۶۲ کل ۸۰ ؀ امانت بوجہ انکار وی پی ۱۴ ؀